تعارف و تبصرہ

نام کتاب	:	پیرہن کی سرخی، پیرہن کی خوشبو۔ باپ بیٹوں کی ایک دردبھری کہانی
مصنف	:	یعقوب سروش
ناشر	:	مکتبہ بساط ذکروفکر، شریف کاٹیج، آرمور، نظام آباد (آندھراپردیش)
سنہ اشاعت	:	۲۰۰۳ء
صفحات	:	۷۸
قیمت	:	۳۵ روپے
تبصرہ نگار	:	ظفرالاسلام اصلاحی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہمارے لئے منارۂ ہدایت ہیں، ان کی سیرت و نبوت کے واقعات اوران کی معاصر قوموں کے حالات میں بڑی عبرت و نصیحت کی باتیں پنہاں ہیں جیسا کہ قرآن کریم نے جگہ جگہ ان واقعات کے ضمن میں اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے۔ بعض انبیاء کے واقعات قرآن میں بڑی تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ اس پہلو سے حضرت یوسف علیہ السلام کو خاص امتیاز حاصل ہے جیسا کہ سورہ یوسف سے اس کی شہادت ملتی ہے۔ یہ سورہ تذکیر و موعظت اور معارف و حکم کا پورا خزانہ اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ کتب تفاسیر میں اس کے معانی کی تشریح و توضیح کے علاوہ اس سے متعلق علیحدہ کتب و رسائل تالیف کرنے کی روایت بھی بہت قدیم ہے۔ اردو میں اس نوع کا ایک اہم رسالہ ''حضرت یوسف علیہ السلام قرآن کے آئینہ میں'' ہے جو سید احمد عروج قادریؒ کا رقم کردہ اور مرکزی مکتبہ اسلامی،

نئی دہلی سے شایع شدہ ہے۔ ''قصہ یوسف علیہ السلام۔توریت اور قرآن کے بیانات کا موازنہ'' کے عنوان سے ایک بہت ہی تفصیلی وانتہائی تحقیقی مقالہ مولانا ابواللیث اصلاحیؒ کا تحریر کردہ ہے جو پہلے ترجمان القرآن، لاہور میں شایع ہوا تھا اور بعد میں ششماہی علوم القرآن، علی گڑھ (۲/۷ جولائی۔ دسمبر ۱۹۹۲ء ص ۱۴۔۴۰) کی بھی زینت بنا۔ زیر تبصرہ کتاب ''پیرہن کی سرخی، پیرہن کی خوشبو'' اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے مصنف گرامی جناب یعقوب سروش صاحب ایک صاحبِ طرز ادیب واسلامی ادب کے ممتاز ترجمان ہیں۔ اور سب سے اہم یہ کہ قرآنیات سے گہرا شغف رکھتے ہیں۔ ''مطالب قرآن ایک نظر میں'' ان کی مشہور تالیف ہے۔قرآن کریم کے حوالہ سے ان کی ایک دوسری کتاب ''معرکہ نور وظلمت ۔فرعون وموسیٰ کی کشمکش'' زیرِ اشاعت ہے۔مزید براں ماہنامہ ''بساط ذکر وفکر'' میں قرآن کریم سے متعلق مضامین کی شمولیت کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ان کی ادارت میں اس رسالہ کا قرآنیات پر خاص نمبر ۲۰۰۰ء میں شایع ہوا تھا جو کافی پسند کیا گیا۔

قرآن کریم نے مختلف انبیاء کے حالات اور ان کے زمانہ کے واقعات کے بیان میں یہ واضح کیا ہے کہ ان میں بڑی عبرت ونصیحت ہے لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے سورہ یوسف کی ابتدا ہی میں اسے احسن القصص (بہترین سرگزشت یا بہترین بیان) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے واضح طور پر اس سرگزشت کی اہمیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان کی پوری زندگی آزمائش سے گھری ہوئی ہے۔ نفس کی فریب کاریاں، شیطان وشیطان نما انسانوں کی مکاریاں، مخالفین ودشمنوں کی سازشیں، اپنوں وغیروں کے ظلم وستم، تنگی وتونگری کے حالات، راحت ومصیبت کے ایام، خوشی وغم کی گھڑیاں، بندگی وغلامی کے مراحل اور سلطنت وبادشاہت کے منازل۔ یہ تمام واردات آزمائش کی مختلف صورتیں ہیں۔ ان حالات میں مومن کا کیا کردار ہونا چاہئے یا زندگی کے ان تغیرات میں ایک صاحب ایمان کے فکر وعمل کا کیا رُخ ہونا چاہئے سورہ یوسف کے

مضامین میں اس کے لئے بہترین رہنمائی ملتی ہے۔ کہنے کے تو کہہ لیجئے کہ یہ سورہ تین کرتوں (خون آلود، چاک وخوشبودار) کا بیان یا تین خوابوں کی داستان ہے یا فارسی تعبیر کے مطابق ''پدرے بود، پسرے داشت، گم کردو بازیافت'' (ایک باپ تھے ان کے بیٹے تھے وہ کھو گئے اور مل گئے) کی تفصیل ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ پوری سورہ تقویٰ ورجوع الی اللہ، صبر واستقامت، رضاوتوکل اور تعبد وتشکر کے قیمتی اسباق کا مرقع ہے اور اس قرآنی فکر کی واقعاتی تعبیر وتشریح ہے کہ جو شخص بھی تقوی وصبر کی راہ اختیار کرتا ہے اور سخت سے سخت آزمائش میں بھی دین کے دامن کو مضبوطی پکڑے رہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت نصیب ہوتی ہے اور وہ کامیابی وسرخروئی سے ہم کنار ہوتا ہے۔ سورہ یوسف کے انہی رموز ونکات کی تشریح وترجمانی پیش نظر کتاب کی تالیف کا اصل مقصد ہے۔

اس کتاب میں سورہ یوسف کے مباحث کو ۲۴ ابواب میں تقسیم کر کے انھیں نہایت سلیقہ سے مرتب کیا گیا ہے گرچہ یہ ابواب مختصر ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے کسی نہ کسی اہم واقعہ کی دلنشیں تعبیر پیش کرتا ہے تفاسیر قرآن ہی مصنف کے اصل مآخذ ہیں جیسا کہ ان کی کتابیات سے بھی اس کی وضاحت ملتی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے تفاسیر میں سب سے زیادہ تفہیم القرآن سے استفادہ کیا ہے۔ یعقوب سروش صاحب ماشاءاللہ نہایت سنجیدہ وپختہ کار ادیب ہیں انہوں نے اس کتاب میں عام فہم زبان اور آسان اسلوبِ بیان اختیار کیا ہے اور حیات یوسفؑ کے واقعات کی عکاسی کے لئے ایسا دلنشیں پیرایہ اپنایا ہے کہ وہ پڑھنے والوں کی نہ صرف متاثر کرتا ہے بلکہ ان کے دلوں میں سورہ یوسف کے مضامین نقش کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کا کچھ اندازہ ذیل کے اقتباسات سے ہوسکتا ہے مصر کے بازار میں ایک غلام کی حیثیت سے حضرت یوسف علیہ السلام کے فروخت ہونے کا پس منظر وہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

'' اس روز بازار میں جس لڑکے کے لئے خریداروں کے درمیان جو

زبردست مسابقت ہورہی تھی وہ کوئی اور نہ تھا بلکہ وہ نوعمر یوسف ہی تھے حالات نے جنھیں باپ کی آغوشِ محبت سے جبراً چھین لیا تھا آج وہ یروشلم کے شمال میں ۳۰ میل کے فاصلہ پر واقع اپنے وطن کنعان سے سینکڑوں میل دور غلاموں کی منڈی میں بک رہے تھے۔ وہ ایک جلیل المرتبت پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند دلبند تھے۔ جو ثبات عزم اور صبر جمیل کے عظیم پیکر تھے اور جن کا دل اپنے رب کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوتا تھا'' (ص ۲۴)

کنوئیں کی تاریک زندگی سے نجات اور مصر کی منڈی میں مالِ تجارت بننے کے بعد جب انھیں عزیز مصر کے گھر میں باعزت رہائش نصیب ہوئی تو کچھ دنوں بعد وہ ایک سخت ترین آزمائش سے دوچار ہوئے لیکن اللہ کا کرم کہ وہ اس سے بحفاظت نکل گئے اور یہ واقعہ ان کی سیرت کی پاکی و کردار کی بلندی کا منہ بولتا ثبوت بن گیا، اس کی ترجمانی صاحبِ کتاب کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

''وہ غریبی، بھائیوں کے دست جفا کی اذیت ناکیوں، جلاوطنی اور جبری غلامی کے سخت ترین مرحلے طے کرکے یہاں آئے تھے قسمت نے یاوری کی اور وہ دنیا کی سب سے بڑی متمدن سلطنت کے امیر کبیر کے ہاں جا پہنچے۔ لیکن وہاں انہیں حسن وہوس کے ایسے زبردست داعیوں سے سابقہ پڑا کہ جن سے ٹکرا کر بڑے سے بڑے متقی اور زاہد کی پرہیز گاری پاش پاش ہو جاتی ہے۔ عصمت و پاکدامنی کا کوئی کوہ گراں بھی ان چکا چوند کرنے والی بجلیوں کی تاب لانے کی ہمت نہیں کرسکتا۔ لیکن یوسف ایک پہاڑ بن کر کھڑے تھے جنہیں عیش کوشی اور دعوت نشاط کی ساری برق سامانیاں اپنی جگہ سے رمق برابر بھی نہ ہلا سکیں۔ ان کی بلند و پاکیزہ سیرت کسی حال میں بھی فتنۂ حسن کے مقابلہ میں متزلزل نہ ہو سکی۔'' (ص ۳۰)

حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے واقعات بہت سی کتابوں میں محض داستان کے پیرایہ میں بیان کیے جاتے ہیں اور ان میں طرح طرح کی رنگ برنگی کہانیاں شامل کی جاتی ہیں پیش نظر کتاب ان سب خرابیوں سے پاک ہے اور یہ صرف

داستان سرائی اور واقعہ نگاری نہیں بلکہ خود مصنف کے الفاظ میں ''قصہ کے پر پیچ واقعات کے رموز ونکات کے ساتھ ساتھ انسانی جذبات واحساسات کی صحیح عکاسی بھی ہے اوراخلاقی تربیت کے مرحلوں کی نشاندہی بھی ہے'' (ص ۲۱) اس کتاب کا ایک بہت ہی قیمتی ومفید پہلو یہ ہے کہ ہر باب کے تحت قرآن کریم کے حوالہ سے سرگزشت یوسفؑ کا جو بھی واقعہ بیان کیا گیا ہے اس سے عبرت ونصیحت کی کوئی نہ کوئی بات ضرور اخذ کی گئی ہے جو نفس کی اصلاح اور شخصیت کی تعمیر میں نمایاں کردار رکھتی ہے۔ اس کتاب کے مباحث کی روشنی میں حضرت یوسف علیہ السلام کی حیات مبارکہ سے جو اہم نکات سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں:

☆ جو شخص بھی آزمائشوں اور آلام ومصائب میں تقویٰ وصبر کی راہ اپناتا ہے اور دین کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتا ہے بفضل الٰہی ان حالات سے نجات پاکر راحت وسکون سے محظوظ ہوتا ہے جیسا کہ اندھے کنوئیں سے حضرت یوسف علیہ السلام کے بحفاظت نکالے جانے، غلامی کی حالت میں عزت واحترام کی زندگی نصیب ہونے، زنان مصر کی فریب کاریوں کے اثرات سے پاک رہنے، قید وبند سے باعزت رہا ہونے اور آخر میں حکومت وسلطنت سے سرفراز کیے جانے کے واقعات سے صاف واضح ہوتا ہے۔

☆ کسی کام کی انجام دہی یا کسی موقع پر ممکنہ خطرات سے تحفظ کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرنا قرآن کی نگاہ میں مطلوب ومستحسن ہے لیکن اصلاً بھروسہ اللہ پر ہو نہ کہ ان تدابیر پر۔ اس لئے کہ ان کا کارگر ہونا اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس طرح تدبیر کے ساتھ توکل علی اللہ مومن کا شیوہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی گمشدگی کے دوران اور دوسرے بیٹے بن یامن کے قید کرلیے جانے کی خبر پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو کچھ کہا وکیا وہ تدبیر وتوکل کے امتزاج کی بہترین مثال ہے۔ اپنے بیٹوں کے حصولِ غلہ کے لیے مصر کے دوسرے سفر کے وقت رخصت کرتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے انھیں یہ احتیاطی تدبیر بتائی کہ

شہر کے ایک دروازہ سے داخل ہونے کے بجائے الگ الگ دروازہ سے داخل ہونا لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ کی مشیت سے نہیں بچا سکتا۔اس کے علاوہ کسی اور کا حکم نہیں چلتا اور میں اس پر بھروسہ کرتا ہوں (وماا غنی عنکم من الله من شیئی، ان الحکم الاالله ، علیه تو کلت وعلیه فلیتو کل المتو کلون۔ آیت نمبر ۶۷) اسی طرح عزیز مصر کی بیوی اور دوسری عورتوں کی فاحشانہ وخطا کارانہ حرکتوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے ممکنہ تدبیر اختیار کی اور اسی کے ساتھ اللہ کی مدد کے طالب ہوئے اور یہ بھی فرمایا کہ نفس کی آزمائشوں سے بس اللہ ہی بچا سکتا ہے۔

☆ ناامیدی مومن کی شان نہیں۔ بلاشبہ ایک صاحب ایمان خوف ورجاء کے درمیان زندگی بسر کرتا ہے لیکن امید کا پہلو غالب رہنا چاہئے۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہئے اور سخت سے سخت حالات میں بھی اس کے لطف وکرم کا امیدوار رہنا چاہئے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طویل گمشدگی کے دوران اور ان کے بھائی بن یامن کے مصر میں محبوس کر لیے جانے پر حضرت یعقوب علیہ السلام کے احساسات اور طرز عمل سے یہی سبق ملتا ہے۔اس سے بڑھ کر اللہ کے فضل وکرم کی امید رکھنے اور اس کی ذات پر توکل کرنے کی اور کیا مثال ہوسکتی ہے کہ جب بن یامن مصر میں قیام کے دوران روک لیے گئے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ واپس نہیں ہوئے تو وہ اس واقعہ سے کافی غمگین ہوئے کہ ابھی ایک بیٹے کی طویل جدائی کا غم تھا ہی دوسرا بھی بچھڑ گیا لیکن اس حالت میں بھی وہ بالکل ناامید نہیں ہوئے اور اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ جاؤ یوسف (جن کی گمشدگی کو اس وقت تقریباً بیس اکیس برس گذر چکے تھے)اور ان کے بھائی کو تلاش کرو اللہ کی رحمت ومشکل کشائی سے ناامید نہ ہو۔اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی ناامید ہوتے ہیں (یابنی اذهبوا فتحسسوا من یوسف واخیه ولا تایئسوا من روح الله انه لاییئس من روح الله الاالقوم الکافرون۔ آیت نمبر ۸۷)۔اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بوڑھے باپ سے طویل

مفارقت، کنوئیں کے ہولناک ایام، عزیز مصر کے گھر میں سخت ترین آزمائش اور برسہا برس کی قید و بند کی صعوبتوں سے گذرتے ہوئے فطری طور پر رنج وغم میں مبتلا ہوتے ہیں لیکن ان کی کسی بات یا عمل سے یاس وقنوطیت کا شائبہ تک نہیں ہوتا بلکہ ہر حال میں فضلِ الٰہی کی امید سے معمور نظر آتے ہیں۔

☆ انسان کی اعلیٰ صفات، سیرت کے کمالات اور خوابیدہ صلاحیتیں سخت آزمائشی حالات کے دوران ابھر کر سامنے آتی ہیں بشرطیکہ جذبات پر قابو رکھا جائے اور اللہ رب العزت سے توفیق طلب کی جائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے چہیتے بیٹے کی طویل گمشدگی اور سب سے چھوٹے بیٹے کی جدائی کے دوران جس صبر جمیل کا مظاہرہ کیا وہ رہتی دنیا تک کے لئے ایک روشن مثال بن گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں کے تاریک ایام سے سلطنت واقتدار کے روشن عہد تک آزمائش کے مختلف مراحل سے گذرے۔ اس عرصہ میں ان کی زندگی سے صبر و استقامت، دین داری ودیانت داری، سچائی و پاکبازی، ضبطِ نفس اور عفوودرگذر مخالفوں وحاسدوں سے کریمانہ برتاؤ، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشاری اور فرائض منصبی کی بحسن وخوبی انجام دہی کے جو بہترین مظاہر سامنے آئے وہ تقوی کے کمال، سیرت کی پختگی وکردار کی بلندی کے اعلیٰ نمونے ثابت ہوئے۔ حقیقت یہ کہ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے ہوتے ہیں جو انتہائی اہم خدمت پر مامور ہوتے ہیں۔ وہ طرح طرح کی آزمائش سے گذارے جاتے ہیں تا کہ وہ کندن بن کر نکلیں، راحت ومصیبت، خوشی وغم، موافقت ومخالفت مختلف حالات سے وہ دوچار ہوتے ہیں تا کہ ان حالات سے گذر کر ان کی سیرت اور پختہ ہو جائے اور ان کے چھپے ہوئے جوہر نمایاں ہو جائیں اور وہ مثالی انسان بن کر انسانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ کا کچھ ایسا ہی معاملہ ان پاک نفوس کے ساتھ بھی ہوتا ہے جن سے امت کی قیادت وسیادت کی خدمت لینی مقصود ہوتی ہے۔

☆ کسی کے مخالف یا معاند اس کے خلاف کتنی ہی سازشیں رچیں،

کسی کے دشمن اسے تباہ کرنے کے لاکھ حربے اختیار کریں، کسی کی عزت ملیامیٹ کرنے اور پاک دامن کو داغدار بنانے کے لئے چاہے کتنا ہی مکروفریب کیا جائے، اپنی خطاؤں پر پردہ ڈالنے کے لئے کسی بے قصور کو چاہے کتنے دنوں قید و بند رکھا جائے لیکن اللہ رب العزت جس کی حفاظت کرنا چاہے تو اس کے خلاف ساری سازشیں وچالیں ناکام ہوجاتی ہیں۔ وہ اسے کنوئیں جیسے مقامِ ہلاکت سے نکال کر تخت سلطنت پر متمکن کر دیتا ہے اور غلامی اور قید و بند کی ذلت آمیز و تکلیف دہ زندگی سے نجات دے کر سرخروئی وسرفرازی عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کی عزت وناموس کو محفوظ رکھنا چاہئے تو جذبات کی آزمائش اور نفس سے مقابلہ آرائی میں اسے کامیابی نصیب کرتا ہے اور وہ اپنے فضل وکرم سے ایسا اہتمام فرماتا ہے جو لوگ اس کے پاک دامن کو داغدار دکھانا چاہتے ہیں اور اس کی پارسائی کو مجروح کرنا چاہتے ہیں وہی علانیہ اس کی پاک دامنی وپارسائی کی شہادت دیتے ہیں اور اپنی غلطی وخطا کاری کا اعتراف کرتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت پاک کے مختلف پہلوں سے یہی حقائق بے نقاب ہوتے ہیں۔

☆ مخالفین ومعاندین پر قابو پانے کے بعد انہیں معاف کردینا، ستانے والوں کے ساتھ کریمانہ برتاؤ کرنا اور بدخواہوں کے ساتھ خیرخواہانہ سلوک کرنا انبیاء کرام کی سنت رہی ہے۔ حضرت یعقوب وحضرت یوسف علیہما السلام کی زندگی کے واقعات سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ بوڑھے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے شدید رنج وغم میں مبتلا کرنے والے اپنے بیٹوں کو جس طرح بار بار معاف کیا اور انھیں نفس کی پیروی سے باز رہنے کی تلقین کی وہ کافی عبرت ناک ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے ہلاکت کے دہانہ تک پہنچانے والے اپنے بھائیوں کو جس فراخدلی سے درگذر فرمایا اور انھیں شرمساری سے بچانے کے لئے اپنے ساتھ ان کے بے رحمانہ برتاؤ کو شیطان کی کارستانی سے تعبیر کیا وہ مخالفین ومعاندین کے ساتھ کریمانہ وشریفانہ سلوک کا ایک مثالی واقعہ بن گیا یہاں تک کہ افضل الانبیاء وختم

الرسل حضرت محمد ﷺ نے فتح مکہ کے دن اپنے ومسلمانوں کے شدید ترین مخالفین واعداء کو معاف وآزاد کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ ’’آج میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ آج تم پر کوئی گرفت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو (لا تثریب علیکم الیوم ۔ انتم الطلقاء)

☆ مخالف سے مخالف ماحول میں لوگوں کے دلوں پر فتح نصیب ہوتی ہے، عزت واحترام کا مقام ملتا ہے، ہر دلعزیزی حاصل ہوتی ہے اور جاہ ومنصب استقبال کے لئے حاضر رہتے ہیں اگر دیانت داری وحسن اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے، راست بازی وکردار کی بلندی کی مثال قایم کی جائے اور موہوبہ یا مکتسبہ صلاحیتوں کو اچھے ڈھنگ سے لوگوں کے فائدے کے لئے استعمال کیا جائے۔عزیز مصر کے گھر میں غلامی کی حالت میں حضرت یوسف علیہ السلام کو جو عزت ومنزلت ملی، ایامِ اسیری میں جیل کے ساتھیوں میں وہ جس طرح ہر دلعزیز بنے، زنان مصر نے اپنی مکاریوں و چالبازیوں کے باوجود جس علانیہ طور پر ان کی پارسائی وپاکدامنی کی شہادت دی بادشاہِ مصر نے ان کے علم وفضل اور اعلیٰ کردار سے متاثر ہوکر ان کی جو قدر افزائی کی اور انھیں نہ صرف اپنا معتمد بنایا بلکہ حکومت کے سارے مناصب ان کے قدموں پر ڈال دیے وہ اسی حقیقت کے شاہد وناطق ہیں۔

☆ کسی مسلمان کو حکومت کا کوئی عہدہ یا سلطنت کی کسی ذمہ داری کی پیش کش (خواہ غیر مسلم ہی کی طرف سے کیوں نہ) ہو تو اسے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ اس سے مقصود قیام عدل، خدمت خلق اور احکام الٰہی کی ترویج ہو مزید براں اگر کسی میدان یا شعبہ میں اپنی بہتر صلاحیت واستعداد پر کسی کو مکمل اعتماد ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اس صلاحیت کو استعمال کر کے عوام کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو اس کام یا ذمہ داری کے لئے اپنی خدمات پیش کرنا کوئی معیوب بات نہیں جیسا کہ شاہِ مصر کی جانب سے حضرت یوسف علیہ السلام کو حکومت کے مناصب کی پیشکش اور آپ کی جانب سے اس کی قبولیت اور اپنی صلاحیت واستعداد کے مظاہرے اور خدمتِ

خلق کے زیادہ مواقع ملنے کی مناسبت سے ایک خاص ذمہ داری کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے کے واقعات سے صاف واضح ہوتا ہے۔

☆ غیر مسلموں کی صحبت یا رفاقت میں رہتے ہوئے جب ان کے سامنے دین کی دعوت پیش کرنے کا موقع ملے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اس کام میں موعظت کے ساتھ حکمت کا پہلو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ تعلقات ومعاملات میں حسنِ سلوک، سچائی وامانت داری، عدل وانصاف، قول وقرار کی پابندی، ذمہ داری کی دیانت دارانہ انجام دہی اور اسلام کی دیگر تعلیمات کی عملی مثالیں قایم کرنی چاہئے تا کہ غیر مسلموں کے سامنے اس کی بنیادی خصوصیات اور تعلیمات واضح ہوتی رہیں اور وہ اس سچے وفطری مذہب سے قریب آ جائیں۔ عزیز مصر کے گھر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے طرز عمل، قید کے ساتھیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ، ان کے سامنے دین اسلام کی بنیادی باتوں کی تشریح وتوضیح اور حکومت کی مفوضہ ذمہ داریوں کی بحسن وخوبی انجام دہی سے یہی درس ملتا ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرتِ مبارکہ سے متعلق قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات سے اوپر جو نکات ونتائج اخذ کئے گئے ہیں وہ زیر مطالعہ کتاب میں کسی ایک مقام پر اس ترتیب سے مندرج نہیں ہیں بلکہ وہ کتاب کے مختلف ابواب کے تحت پھیلے ہوئے ہیں، کہیں انہیں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور کہیں کہیں ان کی جانب اشارہ ملتا ہے۔ بہر حال جو بھی کتاب کا بغور مطالعہ کرے گا وہ اس کے مباحث سے مجموعی طور پر یہی نتائج اخذ کرے گا۔

اب آخر میں چند باتیں اس نقطہ نظر سے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ زیر تبصرہ کتاب خوب سے خوب تر ہو جائے: کتاب میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے واقعات اسی ترتیب سے زیر بحث آئے ہیں جس طرح قرآن نے بیان کیے ہیں لیکن بعض مقامات پر اس کی رعایت نہیں کی گئی۔ اولین باب میں مصر کے بازار میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک غلام کی حیثیت سے فروخت ہونے کے واقعہ کو

بیان کیا گیا ہے (ص ۲۴) جبکہ بچپن میں ستاروں اور سورج و چاند کا خواب دیکھنے، اپنے ابا جان سے اسے بیان کرنے اور پھر ان کے بھائیوں کی ان کے خلاف سازش رچنے اور بالآخر کنوئیں میں پھینک دینے کے واقعات دوسرے باب میں زیر بحث آئے ہیں (ص ۲۵۔۲۶)۔ان کا ذکر پہلے ہونا چاہئے تھا۔

ایک مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ان کے بھائیوں کے ظلم وستم کی منظر کشی کرتے ہوئے مصنف نے یہ تحریر فرمایا ''ہاں یہ وہی نام نہاد بھائی تھے جو ان کے قتل کے درپے تھے لیکن کسی وجہ سے ان کو قتل کرنے کی اپنے میں ہمت نہ پا کر بڑی بے دردی سے انھیں کنوئیں میں ڈھکیل دیا تھا اور اس پر ہی بس نہیں کیا بلکہ ان کو غلام بنا کر کوڑیوں کے مول بیچ ڈالا'' (ص ۵۶)۔حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ ان کے بھائیوں نے انہیں غلام بنا کر نہیں بیچا تھا بلکہ مدین سے مصر جانے والے تجارتی قافلہ کے لوگوں نے انہیں کنوئیں سے نکالنے کے بعد مصر لیجا کر وہاں کی منڈی میں فروخت کیا تھا جیسا کہ خود صاحب کتاب نے ایک دوسرے مقام (ص ۲۷) پر یہی ذکر کیا ہے۔

کتاب کی ابتدا میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے مثالی صبر وثبات کا ذکر کرتے ہوئے مصنف گرامی نے یہ رقم فرمایا ہے کہ ''جب ان کے نور چشم یوسف اچانک گم کر دیے گئے تو ان کی زبان سے بس یہی نکلا ''میں اپنی پریشان اور اپنے رنج وغم کی فریاد اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں کرتا'' (ص ۲۴) یہ بات درحقیقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس وقت کہی تھی جب مصر کے دوسرے سفر سے واپسی پر ان کے بیٹوں نے اپنے بھائی بن یامن کے وہاں ''چوری کی سزا'' میں قید کر لیے جانے کی خبر سنائی۔ اس خبرِ وحشت ناک نے انہیں غم سے اور نڈھال کر دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی طویل جدائی کے غم کو بھی ہرا کر دیا۔اس حالت میں ان کی زبان پر ''یا اسفیٰ علی یوسف '' (ہائے یوسف) کے الفاظ جاری ہو گئے شدید رنج وغم سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر ان کے بیٹوں نے کہا ''آپ یوسف کی یاد میں یونہی پڑے رہیں گے یہاں تک کہ غم میں اپنے آپ کو گھلا دیں گے'' اس پر حضرت یعقوب علیہ السلام

نے فرمایا کہ میں اپنے دکھ درد کی فریاد تو اللہ سے کر رہا ہوں کسی اور سے نہیں (انما اشکو بثی وحزنی الی الله ۔آیت نمبر ۸۶) حضرت یوسف علیہ السلام کی گمشدگی کی اولین خبر ملنے پر اور بھائیوں کی جانب سے پیش کردہ انکا خون آلود کرتا دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو کچھ کہا تھا وہ قرآن کے الفاظ میں یہ ہے۔ ''قال بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون'' ۔ آیت نمبر ۱۸ (انہوں نے کہا بلکہ تمہارے نفس نے تمہارے لئے ایک کام کو آسان بنادیا پس صبر جمیل ہے اور جو کچھ لوگ بیان کر رہے ہو اس میں اللہ کی مدد مانگی جاتی ہے)

کتاب میں مختلف مقامات پر مضمون کی مناسبت سے عبارت کے درمیان قرآنی آیات کے ترجمے نقل کیے گئے ہیں۔ اگر خاص خاص مقامات پر آیات کا متن بھی درج کیا گیا ہوتا تو مزید افادیت کا باعث ہوتا۔ سرورق پر سورہ یوسف کی آیت ''نحن نقص أحسن القصص'' درج کرنے کے بعد اس کی اردو ترجمانی ان الفاظ (لو! ایک بہترین قصہ سن لو'') میں کی گئی ہے۔ اس آیت سے یہ مفہوم نکل سکتا ہے لیکن احتیاط کے تقاضے سے کسی مستند ترجمہ قرآن سے اس کا ترجمہ نقل کیا گیا ہوتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ سرِ ورق پر ہی کتاب کے نام ''پیر ہن کی سرخی، پیر ہن کی خوشبو'' کے نیچے ''باپ بیٹوں کی ایک درد بھری کہانی'' ذیلی سرخی کے طور پر دی گئی ہے۔ واقعہ یہ کہ یہ سرخی سرگزشتِ یوسفؑ کے صرف ایک پہلو کو ظاہر کرتی ہے۔ اس لئے کہ قرآن کی بیان کردہ اس نادر تاریخی سرگزشت میں صرف درد نہیں درماں بھی ہے۔ غم کے ساتھ خوشی کے مواقع بھی ہیں۔ مصیبت کے ساتھ راحت کی گھڑیاں بھی ہیں۔ کنوئیں کی تاریکی، مسافرت وغلامی اور سخت آزمائش کے ساتھ نبوت سے سرفرازی اور سلطنت و دولت کی نوازش بھی ہے، برسہا برس تک باپ بیٹے میں جدائی کے بعد ملاقات و ہم کلامی کے پر مسرت مناظر بھی ہیں۔ مختصر یہ کہ سورہ یوسف یا حضرت یوسف علیہ السلام کی داستانِ دعوت و عزیمت میں سخت ترین امتحان کے بعد اس میں کامیاب ہونے اور

اس عظیم الشان کامیابی پر صلہ وانعام پانے کا بھی بیان ہے یادوسرے لفظوں میں یہ پوری سورہ ''انه من يتق ويصبر فان الله لا يضيع اجر المحسنين ''(حقیقت یہ کہ جوکوئی تقوی اختیار کرے، صبر سے کام لے (تو وہ جان لے) کہ اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا) کی واقعاتی ومشاہداتی تفسیر ہے۔ کتاب کے بیک ٹائیٹل کور پر اس کے نام کے ساتھ جو ذیلی سرخی (پاک طینت و پاکباز یوسفؑ کی حیات مبارکہ) مرقوم ہے وہ زیادہ موزوں ومناسب ہے۔

خلاصہ کلام کے طور پر اس حقیقت کا دوبارہ اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سورہ یوسف کے مضامین سے اصلاح وتربیت اور قرآنی نہج پر شخصیت کی تعمیر کے لئے بڑا قیمتی مواد فراہم ہوتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی حیاۃ مبارکہ سے جو سبق ملتا ہے اگر اسے حرز جاں بنایا جائے تو انشاء اللہ دونوں جہاں میں سرخروئی وکامیابی نصیب ہوگی۔ بلاشبہ پیش نظر مختصر کتاب سورہ یوسف کے معارف وحِکَم کو سمجھنے کے لئے بڑی مفید ہے اور ہر گھر میں بڑے چھوٹے سب کے مطالعہ کے لائق ہے اور صحیح معنوں میں ''بقامت کہتر وبقیمت بہتر'' کی مصداق ہے۔ اللہ کرے ہم سب کو قرآن کریم سے استفادہ اوراس کی تعلیمات پر عمل کی توفیق نصیب ہو۔

قرآنی مطالعات وتحقیقات کا نادر مجموعہ

قرآنی مقالات

موقر رسالہ ''الاصلاح'' میں نصف صدی پہلے شائع شدہ نایاب مقالات کا ایک نادر انتخاب

جس میں :

☆ فلسفۂ نظم قرآن اور قرآن مجید کی ترجمانی کے اصول بتائے گئے ہیں
☆ بعض قرآنی مباحث پر اہم تحقیقاتی مضامین شامل ہیں۔
☆ اقسام القرآن کے سلسلہ میں افکار فراہی کی مدلل ترجمانی کی گئی ہے۔
☆ قرآنی تعلیمات: تقویٰ، خلوص، اور مومن کی مطلوبہ صفات بیان کی گئی ہیں۔

صفحات : ۳۲۰ / قیمت : ۶۰ روپیہ

ادارہ علوم القرآن، پوسٹ بکس نمبر ۹۹ سرسید نگر، علی گڑھ۔ ۲۰۲۰۰۲